فکرِ اسلامی "حفظ ماتقدم بطور معالجہ" کے تناظر میں ایڈز کا جائزہ

AIDS: An Analytical Study in the light of Preventive Treatment Pertaining to Islamic Thought

*ڈاکٹر نیاز محمد

**ضیاء الرحمٰن

Abstract

The protection of human body is emphasized and has been dealt with prestige by both Science and Shariah law. There are several diseases whose effects remain for a short period of time, whereas the treatment of a number of diseases, despite tremendous scientific developments,is still remained an open question; AIDS is one of the most chronic among such fatal diseases. The only way to prevent AIDS is precaution. No cure for AIDS, Precaution is the only cure, is what we hear. Islam has given the concept of " الطب الوقائی"which may be referred as "Preventive Treatment". While approaching it from the perspective of Islamic literature, a number of precedence are present in Quran and Sunnah for this concept. It is the need of hour that along with creating awareness about precaution, the Islamic concept of" الطب الوقائی"and erasing concerns against AIDS need to be propagated. So that by getting rid of this disease, a healthy tolerance based society can be established. In the present article, the Islamic concept of"الطب الوقائی" (Preventive Treatment) has been discussed in details in conjunction with AIDS.

Keywords: Preventive Treatment, AIDS, Disease, Islamic Thought

---

*پروفیسر علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

**ٹیچنگ اسسٹنٹ، باچاخان یونیورسٹی، چارسدہ

تمہید:

جسم کی حفاظت فطرت اور شریعت دونوں کی مقتضیات میں سے ہے۔ بعض بیماریاں وقتی ہوتی ہیں اور کچھ عرصے بعد ان کا تدارک ہو جاتا ہے جب کہ ایڈز ان خطرناک بیماریوں میں سے ہے جو عصر حاضر کے اطباء اور طبی سائنسدانوں کے لئے ایک سلگتا سوال ہے کیونکہ معاشرے کا ادنی و متوسط طبقہ تو کیا اعلیٰ طبقہ کو بھی اس بیماری کے تسلی بخش علاج تک رسائی حاصل نہیں، اس سے بچاؤ کا صرف ایک ہی طریقہ ہے جو کہ طب وقائی یا حفظ ماتقدم معالجہ کہلاتا ہے۔

حفظ ماتقدم بطور معالجہ شریعت کا ایک لازمی منہج ہے جس کے کئی نظائر دینی لٹریچر میں موجود ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں ایڈز کے بارے میں اسلامی تصور علاج طب وقائی کی بنیاد پر دینی ادب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اس کی روشنی میں ایڈز کے بارے میں آگہی مہم میں مناسب مذہبی رہنمائی معاشرے کے سامنے پیش کی جاسکے۔ زیرِ نظر مضمون کو درج ذیل عنوانات کے تحت مکمل کیا گیا ہے:

1. **تعارفِ قضیہ**
2. **معالجہ حفظِ ماتقدم کی بنیاد پر اسلامی تعلیمات کا جائزہ**
3. **ایڈز کے بارے میں معالجہ حفظ ماتقدم امور کا جائزہ**
4. **خلاصہ بحث**

1: تعارفِ قضیہ

AIDS دراصل Acquired Immune Deficiency Syndrome کا مخفف ہے یعنی مدافعتی نظام کی کمزوری میں اجتماعِ علامات[1]۔ یہ بیماری ایچ آئی وی وائرس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جس شخص میں یہ وائرس ہو تو بیماریوں کے خلاف اس کی قوت مدافعت ختم ہو جاتی ہے۔ خون کے ٹیسٹ کے ذریعہ ایچ آئی وی ایڈز کی یقینی پہچان کی جاتی ہے۔ زیادہ تر محققین کا خیال ہے کہ ایچ آئی وی کا آغاز بیسویں صدی میں شمالی افریقہ کے علاقہ سحارہ سے شروع ہوا لیکن اب یہ پوری دنیا میں پھیل چکا ہے، اور ایک اندازے کے مطابق

اس وقت پوری دنیا میں تین کروڑ چھیاسی لاکھ افراد اس موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ ایڈز کی علامات میں یہ باتیں شامل ہیں: بخار، سردی کا لگنا اور پسینہ (خاص کر دوران نیند پسینہ) دست، وزن میں بہت زیادہ کمی، کھانسی، سانس میں تنگی، مستقل تھکاوٹ، جلد پر زخم، مختلف اقسام کے نمونیائی امراض، آنکھوں میں دھندلاہٹ، جوڑوں کا درد، گلے میں سوجن، نزلہ زکام کا ہونا اور مسلسل سر درد وغیرہ شامل ہیں۔[2]

اس وقت ایڈز کا مستقل علاج دریافت نہیں کیا جا سکا ہے لیکن ایسی دوائیاں ضرور ایجاد ہو چکی ہیں جو اس مرض کے پھیلاؤ کو محدود کر سکتی ہیں لیکن یہ اس وقت ہے جب مرض کی تشخیص بروقت ہو جانے کے ساتھ اس کا مستقل بنیادوں پر علاج بھی کروایا جائے۔ اس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ ایڈز کے مریض کئی برسوں تک صحت مند زندگی گزار سکیں۔ ایڈز کے علاج میں ایک اہم مسئلہ جو درپیش ہے وہ اس کے علاج مہنگا ہونے کا ہے جس کا بوجھ اٹھانے کی طاقت ہر ایک میں نہیں ہوتی۔ اس کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں بھی عوام و خواص میں پائی جاتی ہیں جس کی وجہ لوگوں میں شعور کی کمی، غیر مصدقہ اطلاعات، بے یقینی اور خاص طور پر مذہبی طبقے کے خدشات وغیرہ ہیں، اس طرح سماجی سطح پر آگہی کے طور بہت کام ہونا باقی ہے۔

اگر پاکستان کی بات کی جائے تو عالمی بنک کے مطابق پاکستان میں ایچ آئی وی وائرس سے متاثرہ لوگوں کی تعداد 2009ء کے سروے کے مطابق ایک لاکھ کے قریب تھی[3]۔ سندھ ایڈز کنٹرول پروگرام کی رپورٹ کے مطابق 2015 تک کراچی میں ایڈز کے تشخیص ہونے والے کیسز کی تعداد 8058 تھی، لیکن اب سندھ بھر میں 11 ہزار 446 افراد میں ایچ آئی وی یا ایڈز کی تشخیص کی جا چکی ہے۔ جب کہ صرف سندھ میں ایڈز سے متاثرہ افراد کی تعداد بیالیس ہزار سے زائد ہو گئی ہے اور مریضوں کی شرح 8.3 فیصد سے بڑھ کر 17.7 فیصد تک جا پہنچی ہے[4]۔ اس وقت پاکستان میں "نیشنل ایڈز پروگرام" کے نام سے ایک ادارہ موجود ہے جو اپنے تئیں اس مرض کے خاتمہ کے لئے مصروف عمل ہے لیکن مختلف الانواع مسائل کی وجہ سے اس کے کام کی رفتار اور اس کے اثرات محدود نظر آتے ہیں۔

2: حفظ ماتقدم بطور معالجہ کی بنیاد پر اسلامی تعلیمات کا جائزہ

ذیل میں اس بات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے کہ کس طرح بصیرت و حکمت کے ساتھ اسلامی تعلیمات میں معالجہ حفظ ماتقدم یا تدریبات پیش از مصائب کو جگہ دی گئی ہے:

الف: حفظانِ صحت کے آداب کا خیال رکھنا

حفظانِ صحت میں خوراک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔اس سلسلے میں قرآن نے تین جملوں میں طب قدیم وجدید کو سمیٹ لیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:﴿كُلُواْ وَاشْرَبُواْ وَلاَ تُسْرِفُواْ﴾[5](کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو) ۔اکل و شُرب زندگی کی ایک ایسی اہم ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی انسان زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی اپنے فرائض سے بطریقِ احسن عہدہ برآ ہو سکتا ہے، البتہ اس میں اعتدال سے کام لینے کی تاکید کی گئی ہے۔معدہ ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے اس کے اس کردار کی بنیاد پر حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

"المعدة حوض البدن ،والعروق إليها واردة، فإذا صحت المعدة صدرت العروق بالصحة، وإذا فسدت المعدة صدرت العروق بالسقم "[6]۔

"معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں معدہ کی طرف (پانی پینے والے کی طرح) آتی ہیں،جب معدہ درست ہوتا ہے تو یہ رگیں معدہ سے صحت بخش رطوبات کے ساتھ اعضاء کی طرف جاتی ہیں اور جب معدہ خراب ہوتا ہے تو یہ رگیں فاسد رطوبات کے ساتھ اعضاء کی طرف جاتی ہیں۔"

کتب احادیث میں"آداب الطعام"پر مستقل عنوانات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے کھانے کے تمام طریقے حفظانِ صحت کے اصول کے مطابق ہیں اور آپ ﷺ حفظانِ صحت کا بڑا خیال رکھتے تھے۔حفظ ماتقدم کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ خوراک میں احتیاط کرنے اور اس سلسلے میں سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنے سے بہت سی بیماریوں سے بچا سکتا ہے۔

ب: امورِ طہارت بجالانا

حفظ ماتقدم کی ایک اہم شاخ صفائی اور طہارت ہے جس کو اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے ۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:﴿ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِين ﴾[7] "یقیناً اللہ تعالی توبہ کرنے والوں اور صاف پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں "۔آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: الطهور شطر الايمان[8] (طہارت و پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے)۔

اس موضوع کی احادیث کثرت سے موجود ہیں جن سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ شریعت میں جسمانی نظافت کس قدر مطلوب ہے۔ اس سے نہ صرف صفائی حاصل ہوتی ہے بلکہ انسانی جلد پر موجود جراثیم بھی زائل ہوتے ہیں جو مستقبل میں کسی بھی خطرناک بیماری کا سبب بن سکتے ہیں۔

جسمانی صفائی کے ساتھ ساتھ لباس کی صفائی کا حکم بھی دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾[9]۔ "اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر اور ناپاکی کو چھوڑ دے"۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ؟حسنوا لبا؟کم[10] (بہترین لباس پہنو)۔ لباس کی صفائی کا خیال کرنا بھی انسانی صحت کے لئے ضروری ہے۔

حفظانِ صحت (الطب الوقائی) کے تحت اپنے علاقے اور گھر کی صفائی بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کی بدولت انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ بلکہ ان مقامات کی نظافت و طہارت جسم اور لباس کی صفائی سے زیادہ اہم اس اعتبار سے ہے کہ جسم اور لباس کی صفائی صرف انفرادی صحت کا باعث ہے جب کہ گھر یا علاقے کی صفائی اجتماعی طور پر حفظانِ صحت کا سبب ہے جو کہ یقیناً زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ شریعت میں اس بات کی تاکید بھی موجود ہے چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

" إن الله طيب يحب الطيب، نظيف يحب النظافة، كريم يحب الكرم، جواد يحب الجود، فنظفوا-؟راه قال؟فنيتكم "[11]۔

" اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں، وہ صاف ہیں اور صفائی کو پسند کرتے ہیں، وہ کریم ہیں اور کریمی کو پسند کرتے ہیں۔ وہ سخی ہیں اور سخاوت کو پسند کرتے ہیں لہذا تم لوگ پاک صاف رہا کرو۔ راوی کہتے ہیں میرے خیال میں حضرت سعید نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے صحنوں کو صاف ستھرا رکھو۔"

یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ جس علاقے یا گھر میں آس پاس کے علاقے کی صفائی کا معمول ہو وہاں کا ماحول جاذب نظر و قلب ہوتا ہے اور دوسرے علاقے کی بہ نسبت بیماری کا خطرہ اور حملہ کہیں کم ہوتا ہے۔ اسی کا نام "الطب الوقائی" یا علاج بطور حفظ ماتقدّم ہے۔

ج: طبی آداب

جب کسی بیماری لگنے کا خطرہ ہو یا کسی سبب سے بیماری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو متوقع بیماری، آفت سے بچاؤ اور حفظ ماتقدّم کے طور پر تدابیر اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

" مَنِ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً، لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ، وَلَا سِحْرٌ ذَلِكَ اليَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ "[12] ۔

"جس نے ہر صبح چند عجوہ کھجوریں کھالیں اسے رات تک کوئی زہر اور کوئی جادو نقصان نہیں پہنچائے گا"۔

اس حدیث میں کسی آفت و آزمائش کے واقع ہونے سے قبل ہی اس کا دفاع کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ پس جب بھی کسی بیماری اور مصیبت میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو یا کسی ملک میں پھوٹنے والی وبا سے بچاؤ مقصود ہو تو اس بیماری اور وبا کے دفاع میں پیشگی احتیاطی تدابیر کا حکم ہے۔ علاج بطور حفظ ماتقدم کی مثال دیگر عبادات میں بھی کثرت سے موجود ہے مثلاً اگر ماہر اور ایمان دار ڈاکٹر کسی شخص سے یہ کہے کہ روزہ اس مرض کے لئے نقصان دہ ہے یا اس حالت میں روزہ رکھنا مرض میں اضافہ کا سبب بن سکتا ہے تو اس صورت میں مذکورہ شخص کو روزے کی قضا کرنا ضروری ہے اور وہ ہر روزے کے بدلے فدیہ ادا کرے گا۔

شریعت سے رہنمائی ملتی ہے کہ ایسے مریض سے دور رہا جا سکتا ہے جس کو متعدی بیماری لاحق ہو۔ جیسا کہ طاعون کے بارے میں حدیث ہے "فإذا سمعتم به بأرض، فلا تقدموا عليه، وإذا وقع بأرض وأنتم بها، فلا تخرجوا فرارا منه"[13] (جب کسی جگہ طاعون کی وبا کا علم ہو تو اس جگہ نہیں جانا چاہیے اور اگر اس جگہ خود موجود ہوں تو اس جگہ سے بھاگنا نہیں چاہیے)۔ اس کی ظاہری وجہ یہ کہی جا سکتی ہے کہ کسی بیماری کا پھیلنا روکا جا سکے اور یہ علاج بطور حفظ ماتقدم کی ایک بڑی نظیر ہے۔

جذام کی بیماری کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان "فِرَّ مِنَ المَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ"[14] (جذام زدہ سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو)۔ اس مفہوم کی حامل دیگر احادیث میں اس بات کا

ثبوت ملتا ہے کہ جس مقام پر بیماری موجود ہو وہاں جانا یا بیماری کی جگہ سے کہیں اور جانا اس لئے ممنوع ہے کہ یہ بیماری کے تعدی کا سبب بن سکتی ہے۔ پیغمبر اسلام کی یہ ہدایات علاج بطور حفظ ماتقدم کے نظائر میں سے ہیں۔

د: اصول "سدّ ذرائع" بطور معالجہ حفظ ماتقدم

اسلام کامل دین ہے جس کا باضابطہ اعلان حضرت محمد ﷺ کی مبارک زبان سے اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقع پر کرایا جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾[15] "آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کر لیا"۔

قیامت تک درپیش مسائل کے حل کے لئے قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ میں اصول موجود ہیں بشرطیکہ تدبر و تفکر سے ان کا مطالعہ کیا جائے، چنانچہ اسی بصیرت و گہرائی کے ذریعے فقہاء نے چند قواعد و ضوابط طے کیے ہیں جسے اصطلاح میں "اصول فقہ" کہا جاتا ہے۔ انہی قواعد میں سے ایک اہم فقہی ضابطہ "سد ذرائع" کا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی فعل بذاتِ خود تو جائز و مباح بلکہ کبھی مستحب ہوتا ہے مگر وہ کسی اور مفسدہ کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے لہٰذا سد ذرائع کے طور پر اسے حرام قرار دے دیا جاتا ہے۔ سد ذرائع کو شرعی احکام کا چوتھائی حصہ کہا گیا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ (المتوفی: 751ھ) اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فَإِذَا حَرَّمَ الرَّبُّ تَعَالَى شَيْئًا وَلَهُ طُرُقٌ وَوَسَائِلُ تُفْضِي إلَيْهِ فَإِنَّهُ يُحَرِّمُهَا وَيَمْنَعُ مِنْهَا، تَحْقِيقًا لِتَحْرِيمِهِ، وَتَثْبِيتًا لَهُ، وَمَنْعًا أَنْ يُقْرَبَ حِمَاهُ، وَلَوْ أَبَاحَ الْوَسَائِلَ وَالذَّرَائِعَ الْمُفْضِيَةَ إلَيْهِ لَكَانَ ذَلِكَ نَقْضًا لِلتَّحْرِيمِ، وَإِغْرَاءً لِلنُّفُوسِ بِهِ، وَحِكْمَتُهُ تَعَالَى وَعِلْمُهُ يَأْبَى ذَلِكَ كُلَّ الْإِبَاءِ"۔[16]

"جب اللہ کسی چیز کو حرام قرار دیں اور اس کے لئے کچھ راستے و وسائل ایسے ہوں جو اس حرام عمل کی طرف لے جانے کے باعث بنتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان راستوں پر جانا بھی حرام قرار دے دیتے ہیں اور اس سے منع فرما

دیتے ہیں تا کہ اس ممنوعہ چیز کی ممنوعیت کی واقعیت ثابت ہو اور اس کے حدود کے قریب جانے سے روک ثابت ہو، اگر معاصی اور محرمات کی طرف لے جانے والے وسائل اور ذرائع کے ارتکاب کو جائز رکھتے تو ان معاصی کی حرمت کے خلاف عمل ہوتا اور انسانی نفوس کے لئے ان کے ارتکاب کی ترغیب ہوتی اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ اور اس کے ہمہ گیر علم کے سراسر منافی ہے"۔

قرآن و حدیث میں بہت سے نظائر ملتے ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی بھی برائی، آفت یا گناہ کے اسباب و ذرائع اور راستوں سے بچنا (سدّ ذرائع) بھی اسی طرح ضروری ہے جیسا خود ان سے بچنا۔

سد ذرائع کے سلسلے میں فقہی مسئلہ "اسقاط حمل" کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ اسقاط حمل ایسا عمل ہے جو بلا وجہ کرانا ہمیشہ سے ناپسندیدہ رہا ہے لیکن اگر کسی مجبوری یا عذر کے تحت کیا جائے تو اس کی اجازت ہے مثلاً حمل کی وجہ سے ماں کی جان کو خطرہ ہو یا طبی ماہرین اس بات کا قوی امکان ظاہر کر دیں کہ بچے کی پیدائش سے اس کا نقصان ہو سکتا ہے تو اس صورت میں حفظ ماتقدّم کے تحت اسقاط حمل جائز ہے جب کہ حمل میں جان پیدا نہ ہوئی ہو، یعنی چار ماہ کی مدّت سے کم ہو۔[17]

فتاویٰ اللجنةالدائمة (جو کہ سعودی عرب کا حکومتی فتویٰ جاری کرنے والا حکومتی ادارہ ہے) کی نپی تلی رائے بیان کرنا بھی مناسب ہو گا، جب ان سے بھی جب اسقاط حمل کی شرعی حیثیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو ان کی رائے یہ تھی:

" الأصل في حمل المرأة أنه لا يجوز إسقاطه في جميع مراحله إلا لمبرر شرعي، فإن كان الحمل لا يزال نطفة وهو ما له أربعون يوما فأقل، وكان في إسقاطه مصلحة شرعية أو دفع ضرر يتوقع حصوله على الأم- جاز إسقاطه في هذه الحالة، ولا يدخل في ذلك الخشية من المشقة في القيام بتربية الأولاد أو عدم القدرة على تكاليفهم أو تربيتهم أو الاكتفاء بعدد معين من الأولاد، ونحو ذلك من المبررات الغير شرعية. "[18]

"اگر حمل کا ابھی پہلا مرحلہ یعنی ابتدائی چالیس دن کی مدت میں ہو تو شرعی مصلحت، یا بڑے نقصان سے بچنے کے لئے ساقط کرنا جائز ہے، تاہم اس مدت میں صرف اس وجہ سے حمل ساقط کرنا کہ بچوں کی پرورش میں مشقت ہو گی، یا ان کی تعلیم و تربیت کے خرچے برداشت نہیں ہوں گے، یا اس لئے ساقط کرنا کہ جتنے بچے موجود ہیں یہی کافی ہیں، تو یہ درست نہیں ہے۔"

الغرض مذکورہ بالا قرآن و حدیث کے نصوص سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے کسی تکلیف دہ صورت حال کے واقع ہونے سے پہلے ایک قدم آگے بڑھ کر ان احتیاطی تدابیر کا حکم دیا ہے جن کو اختیار کرنے سے اس تکلیف دہ صورت حال کے واقع ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ سدّ ذرائع کے اس وسیع مفہوم میں ہمارے وہ تمام کام آتے ہیں کہ مستقبل میں پیش آنے والی کسی تکلیف یا برائی سے محفوظ رہنے کے لئے حال میں کوئی بھی پیشگی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں، معالجہ بطور حفظ ماتقدّم کا عمل اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

3: ایڈز کے بارے میں بطور معالجہ حفظِ ماتقدم امور کا جائزہ

ذیل میں اسلامی تعلیمات میں سے ان چند اہم امور کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو ایڈز کے حفظ ماتقدم معالجہ کے طور پر اپنانے سے اس مہلک بیماری کے پھیلاؤ کو روکا یا کم کیا جا سکتا ہے:

الف: اختلاطِ مرد و زن میں اسلامی احکامات کی رعایت

دین اسلام پاکیزہ مذہب ہے اور تمام معاملات میں پاکیزگی و شفافیت اس کا مرکزی خیال شمار ہوتا ہے۔ علماء نے اسی کی اہمیت بیان کرنے کے لئے مقاصد شریعت میں سے ایک "عزت کا تحفظ" بھی قرار دیا ہے۔ انسانی عصمت کی حفاظت کے لئے اللہ پاک نے شہوت کے استعمال کا جائز طریقہ نکاح بتایا اور اس کے علاوہ تمام فحاشی کے راستے بند کر دیے۔ حضور علیہ السلام نے بھی احادیث طیبہ میں عفت و عصمت سے متعلق اسلام کے نقطہ نظر کو بیان فرمایا اور بدکاری کے نقصانات سے امت کو آگاہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے زنا اور بدکاری کو کثرت اموات کا سبب بھی بتایا جیسا کہ ارشاد پاک ہے:

" ولافشا الزنا في قوم قط إلا كثرفيهم الموت"[19]

"کسی قوم میں زنا کے عام ہونے کی وجہ سے موت کی ہی کثرت ہو جاتی ہے"

زنا کے علاوہ اسلام ان تمام اسباب کا بھی سختی سے رد کرتا ہے جو کہ زنا کی طرف لے جاتے ہیں۔ ان اسباب میں فحاشی کا پھیلنا بھی اہم سبب ہے۔

نسائکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق AIDS کے آغاز کا سبب لاس اینجلس کے 5 آدمیوں میں موجود وائرس بنا جو کہ ہم جنس پرست تھے[20]۔

امریکہ کے محکمہ صحت و انسانی خدمات کے ذیلی ادارے Centers for Disease Control and Prevention کا کہنا ہے کہ:

" Gay and bisexual men accounted for 82% (26,375) of HIV diagnoses among males and 67% of all diagnoses."[21]

"صرف مردوں میں 82 فیصد ایڈز کے مریضوں کا تعلق ہم جنس پرستوں سے ہے اور تمام ایڈز کے کیسز میں ان کا تناسب 67٪ ہے"

فحاشی کے نتائج کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

"لم تظهر الفاحشة في قوم قط، حتى يعلنوا بها، إلا فشا فيهم الطاعون، والأوجاع التيلم تكن مضت في أسلافهم "[22]

"جب بھی کسی قوم میں فحاشی و عریانی کا رواج بڑھتا ہے؛ یہاں تک کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کرنے پر تل جاتے ہیں تو ایسے لوگوں کے درمیان طاعون اور اس جیسی ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے اسلاف کے زمانے میں موجود نہیں تھیں۔"

ہمیں سد ذرائع کے اصول کے تحت زنا کے دواعی اور جنسی بے راہ روی کی روک تھام کے لئے مردوزن کے اختلاط، مخلوط نظام تعلیم اور میڈیا(بطور خاص الیکٹرانک میڈیا) کے لئے اپنے مذہبی اور سماجی روایات کو سامنے رکھ کر سنجیدہ ضابطہ ہائے اخلاق بنانے ہوں گے اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہو گا۔

ب: نصاب تعلیم میں جنسی صحت کا مواد

ایڈز کا تعلق چونکہ جنسی صحت سے ہے اس لئے بالواسطہ احتیاطی تدابیر (Indirect Pre-cautionary Measurement) کے سلسلے میں آج کل ایک اہم تدبیر نصاب تعلیم میں جنسی اور تولیدی صحت کے موضوعات کی شمولیت قرار دی جاتی ہے۔ ملکی سطح پر نصاب تعلیم میں جنسی اور تولیدی صحت کے موضوعات پر **Hayat-Lifeline Campaign** نامی ادارے کی جانب سے 2013ء میں تیار کردہ خصوصی تعلیمی نصاب شاید پاکستان میں اپنے طرز کا پہلا تعلیمی مواد تھا جس کا مقصد نوجوانوں میں جنسی اور تولیدی صحت کے حوالے سے آگہی پیدا کرنا تھا۔ نصاب کی تشکیل میں مذہبی رہنماؤں، حکومتی عہدیداروں، والدین، اساتذہ کرام اور خصوصا نوجوانوں کی آراء کا خاص خیال رکھا گیا۔ تمام تر کلچرل اور مذہبی اقدار کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلیمی مواد کو بچوں اور بچیوں کے لیے الگ الگ دو مختلف لیولز میں پیش کیا گیا ہے۔ لیول ون 10 سے 12 سال کے بچوں کے لیے ہے جبکہ لیول ٹو میں 13 سے 15 سال کے نوجوانوں کے لیے تشکیل دیا گیا۔ اس سلسلے میں ابتدائی طور پر پراجیکٹ کے تحت نو اضلاع میں کام کرنے کا عندیہ دیا گیا تھا[23]۔ اس ادارے نے پاکستان میں 25 ستمبر 2013 کو جنسی اور تولیدی صحت کے موضوعات پر تیار کردہ اپنا خصوصی تعلیمی نصاب ایک قومی سطح کی کانفرنس میں پیش کیا تھا۔ کانفرنس میں مفتی محمد نعیم (مہتمم، جامعہ بنوریہ کراچی)، مولانا سمیع الحق (جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک)، مفتی منیب الرحمٰن، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی اور معروف شیعہ عالم علامہ عباس کمیلی جیسے علماء کرام نے اس نصاب کے مباحثے میں حصہ لیا تھا۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ مولانا محمد حنیف جالندھری کا کہنا تھا کہ

"وفاق المدارس کے نصاب میں جنسی اور تولیدی صحت کے کئی موضوعات شامل ہیں اور یہ تعلیم لاکھوں کی تعداد میں اسلامی اقدار کے تحت نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو دی جارہی ہے۔[24]

صدر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان، مفتی منیب الرحمن کا کہنا تھا کہ:

"جنسی اور تولیدی صحت کے موضوعات کو نصاب میں شامل کرتے ہوئے نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس تعلیم کو دیتے ہوئے بچوں کی عمر کا خاص خیال رکھنا ہوگا۔"[25]

مذکورہ بالا ادارے کے ساتھ حکومت نے مفاہمت کی ایک یادداشت (Memorandum of Understanding) میں اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ اس نصاب کو حکومتی تعاون سے سکولوں میں متعارف کرایا جائے گا[26]، اس پراجیکٹ پر عمل درآمد کی موجودہ کیا صورتحال ہے؟ مقالہ نگاران کو اس کا عملی مشاہدہ کرنے کا موقع نہیں مل سکا ہے۔

دینی مدارس میں جنسی اور تولیدی مسائل تفصیل سے پڑھائے جاتے ہیں۔ فقہ کی کتب ہی کی بات کر لی جائے تو تین اہم کتب جو کہ تقریبا پاکستان بھر کے تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں ان میں قدوری، کنز الدقائق اور ہدایہ شامل ہیں۔ ان تین کتابوں میں جنسی اور تولیدی مسائل تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ انسانی جنسی زندگی سے جڑا شاید ہی کوئی مسئلہ ایسا ہو جو ان کتب میں موجود نہ ہو۔ مدارس دینیہ میں ان مسائل کی تعلیم و تعلم کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء جب عملی میدان میں قدم رکھیں تو ان مسائل میں معاشرے کی رہنمائی کر سکیں تاہم دینی مدارس میں استاد و شاگرد کے درمیان ادب و احترام اور تقدس کے رشتے کا ایسا عملی مظاہرہ ہوتا ہے کہ استاد و شاگرد کا رشتہ محض ایک پیشہ ورانہ رشتہ نہیں سمجھا جاتا ہے جو صرف درس گاہ تک محدود ہو بلکہ استاد کو ہمہ وقت روحانی والد قرار دیا جاتا ہے، اس لئے دینی مدارس میں ان موضوعات پر تدریس و مباحثہ کبھی بھی انتظامی یا اخلاقی مسائل کے باعث نہیں بنے۔

آزادانہ ماحول اور پھر مخلوط نظام تعلیم کو سامنے رکھ کر نا صرف نصابی مواد کی ترتیب و پیش کاری میں بصیرت سے کام لینا ہو گا بلکہ باہمی استفادے کی بنیاد پر اس میدان میں دینی مدارس کے عمومی ماحول کے اچھے خوشگوار تعاملات (Practices) کو معاصر تعلیمی اداروں میں متعارف کرانے کی منصوبہ بندی پر غور کرنا بھی قرین مصلحت ہو گا تاکہ اس موضوع کو اچھی حکمت عملی کے ساتھ سنجیدہ علمی مضمون کے طور پر پڑھا اور پڑھایا جائے تاکہ جس سے نظریہ ء سازش (Conspiracy Theory) کے تحت بعض حلقوں کی طرف سے اس بات کا خدشہ

بلکہ یقین ظاہر نہ کیا جائے کہ یہ اغیار کی اسلامی معاشرہ کے خلاف گہری سازش ہے اور در اصل جنسی تعلیم کی آڑ میں فحاشی و عریانی کی راہ ہموار کر کے معاشرہ کو مادر پدر آزاد بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

ج: بیرون ممالک طویل عرصے تک قیام کرنے والے افراد کا مسئلہ

جب کسی مسلمان ملک کے شہری تعلیم، کاروبار، نوکری یا دیگر کاموں کے لئے کسی بیرون ملک جاتے ہیں تو کبھی کبھار وہاں ایک طویل عرصے تک ان کا قیام ہوتا ہے۔ اس طویل مدتی قیام کے دوران وہاں جنسی تقاضوں کا اگر غلبہ ہو جائے اور نکاح نہ کیا جائے تو خواہش پورا کرنے کے لئے غلط طریقوں کے شکار ہو جائیں تو اس سے ایڈز کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ وطن واپسی پر وہ ایڈز کا وائرس مریض کے ساتھ ہی آجاتا ہے اور ایسے افراد یہاں ایڈز کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس صورت حال سے یا تو آنکھیں موند لینے کی حکمت عملی اپنائی جائے یا اس پر خالص علمی انداز میں مباحثہ کیا جائے بہر حال ہمارے لئے اس کا کوئی مستقل حل تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ فقہ جعفریہ میں شاید اس کا حل متعہ یا نکاح المتعۃ میں تلاش کیا جا سکتا ہو تاہم اہل سنت والجماعت اس قسم کے نکاح کے جواز کے حق میں نہیں ہیں[27]۔ یاد رہے کہ اسلامی ممالک کی جولائی 2005 میں سلطنتِ عمان میں پیغامِ عمان قرار داد کے تحت فقہ جعفری کو بھی باقی چار سنّی فقہوں کی طرح تسلیم کیا جا چکا ہے[28]۔ اس لیے اہم مسائل پر ایک خوشگوار مگر خالص علمی ماحول میں با مقصد سنجیدہ بین المسالک مکالمے میں کوئی ہچکچاہٹ آڑے نہیں آنا چاہیے۔

جہاں تک سنّی مکتب فکر کی بات ہے تو اس سلسلے میں عرب ممالک سے بیرون ملک جانے والے نوجوانوں کے لیے نکاحِ مسیار یا زواجِ مسیار (Traveller's Marriage) پر علمی انداز سے مباحثہ کیا جا سکتا ہے، اس نکاح کی توضیح میں کہا جاتا ہے کہ:

This type of marriage fits the needs of a society which unishes *Zina* (fornication) and other sexual relationships which are established outside a marriage contract. Thus, some Muslim foreigners working in the Persian Gulf countries prefer to engage in *misyar* marriage rather than live alone for years. Many of them are actually already

married with wives and children in their home country, but they cannot bring them to the region[29]

"اس قسم کی شادی ایک ایسے معاشرے کی ضروریات کو پورا کرتی ہے جہاں زنا اور شادی کے علاوہ جنسی تعلقات قابل سزا ہیں۔ اسی لیے خلیج فارس ممالک میں کام کرنے والے بعض مسلمان غیر ملکی اکیلے رہنے کے بجائے نکاحِ مسیار کو ترجیح دیتے ہیں. ان میں سے بہت سے لوگ شادی شدہ ہونے کے باوجود بیوی بچوں کو اپنے ملک سے نہیں لاسکتے۔"

اس مسئلے کی حساسیت و اہمیت کے لئے مناسب ہوگا کہ یہ دلچسپ علمی وضاحت ذکر کی جائے کہ آج سے تقریباً سات سو سال پہلے عظیم سنّی اسکالر علامہ ابن تیمیہ حنبلی (المتوفی: 728ھ) سے مختلف قسم کے علمی و سماجی مسائل پوچھے جاتے تھے اور آپ ان کا قرآن وحدیث کی روشنی میں علمی و تحقیقی جوابات دیتے تھے، آپ کے ان جوابات کا مجموعہ "فتاوی ابن تیمیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں Traveller's Marriage کے بارے میں یہ دلچسپ سوال موجود ہے:

" فِي رَجُلٍ رَكَّاضٍ يَسِيرِ الْبِلَادَ فِي كُلِّ مَدِينَةٍ شَهْرًا أَوْ شَهْرَيْنِ، وَيَعْزِلُ عَنْهَا وَيَخَافُ أَنْ يَقَعَ فِي الْمَعْصِيَةِ، فَهَلْ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ فِي مُدَّةِ إقَامَتِهِ فِي تِلْكَ الْبَلْدَةِ؟ وَإِذَا ؟افَرَ طَلَّقَهَا وَأَعْطَاهَا حَقَّهَا أَوْ لَا؟ وَهَلْ يَصِحُّ النِّكَاحُ أَوْ لَا؟"[30]

"ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو تجارتی امور وغیرہ کے سلسلے میں مختلف شہروں میں مہینہ دو مہینے قیام کرتا ہے اور اپنی بیوی سے دور رہتا ہے، ایسی حالت میں اسے خدشہ ہوتا ہے کہ وہ گناہ میں نہ پڑ جائے، کیا اس کو اس بات کی اجازت ہے کہ جتنے دنوں وہ شخص ان شہروں میں رہے تو وہ اتنے دنوں کے لئے وہاں شادی کرلے اور جب وہاں سے کوچ کرے تو اس بیوی کو اس کا حق دے کر طلاق دے، کیا ایسا نکاح درست ہے یا نہیں؟"

مذکورہ بالا استفتاء کے تفصیلی جواب کے لئے فتاوی ابن تیمیہ کی طرف رجوع فرمالیا جائے[31]۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس تمام مذہبی لٹریچر کا معروضی حالات کے تناظر میں ترش روئی کی بجائے سنجیدہ مزاجی کے ساتھ

جائزہ لیا جائے۔ اس طرح بیرون ممالک سے ایڈز کے جراثیم کی درآمد کو مناسب حد تک کنٹرول کے ممکنہ ذرائع پر سنجیدہ گفتگو کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

د: شادی سے پہلے ایڈز ٹیسٹ کو قانونی شکل دینا

ایڈز سے بچاؤ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ شادی سے قبل ایڈز کا ٹیسٹ کیا جائے جس کی سہولت تقریباً تمام بڑے ہسپتالوں میں موجود ہے۔ تھوک یا خون کے ٹیسٹ سے با آسانی اس کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس سے جہاں اس بات کا علم ہو جائے گا کہ کس کو ایڈز کا مرض لاحق ہے وہیں اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے گا کہ اگر مریض کے ٹیسٹ کا رزلٹ مثبت آجائے تو اس کی شادی نہ کی جائے تاکہ اس بیماری کو مزید پھیلنے سے روکا جا سکے۔ اس سلسلے میں پاکستان میں قانون سازی کے عمل کا آغاز ہو چکا ہے اور سینٹ کی میٹنگ میں شادی سے قبل خون کی سکریننگ کے لئے عائلی قوانین ترمیمی بل 2016 پر غور کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ 9 مارچ 2017ء کے پاکستانی معروف روزنامہ (نوائے وقت) کے مطابق سینٹ کی قانون و انصاف اور مذہبی امور کی مشترکہ کمیٹی نے وزارت قانون کو ہدایت کی ہے کہ شادی سے قبل ایچ آئی وی ایڈز اور تھلیسیمیا کے ٹیسٹ لازمی قرار دینے کے حوالے سے بل کو ری ڈرافٹ کر کے تین ہفتوں کے اندر کمیٹی میں پیش کیا جائے[32]۔ امید ہے کہ جلد ہی اس بل کو سینٹ میں پیش کرنے کے بعد منظور کر لیا جائے گا جس کے بعد یہ قانون کا حصہ بن جائے گا، مناسب ہو گا کہ اسے نکاح فارم کا باقاعدہ حصہ بنایا جائے۔

ہ: شادی کو آسان بنانا

ایڈز کا ایک اہم ذریعہ زنا ہے جس کی زیادتی معاشرے میں اس وجہ سے بھی ہے کہ ہمارے ہاں شادی کو مختلف رسومات کی بنا پر مشکل بنا دیا گیا ہے۔ وسعت سے بڑھ کر جہیز کی شرط رکھا جانا بھی غیر اسلامی طریقہ ہے جس کی وجہ سے بھی بہت سے نوجوان لڑکیاں شادی سے محروم رہ جاتی ہیں، اس بارے میں بھی قانون سازی کی اشد ضرورت ہے۔ خیبر پختونخوا اسمبلی میں جہیز پر پابندی کا بل پیش کر دیا گیا۔ جس کے مسودے میں

کہا گیا ہے کہ شادی میں جوڑے کو دیئے جانے والے تحائف 10 ہزار سے زائد مالیت کے نہیں ہوں گے، جبکہ ولیمہ پر 75 ہزار روپے سے زائد خرچ نہیں ہوں گے[33]۔ یہ ایک اچھا اقدام ہے لیکن اس قانون پر اس کی روح کے مطابق عمل درآمد بھی ضروری ہے۔ کچھ تبدیلیوں کے ساتھ 21 فروری 2018ء کو "The Khyber Pakhtunkhwa Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill 2018" بل پاس ہو کر 28 فروری 2018ء سے صوبے بھر میں نافذ العمل ہو چکا ہے۔[34]

و: زاویہ فکر کی اصلاح

ایڈز کے بارے میں مختلف زاویوں سے معاشرے میں مثبت سوچ کی پروان اور زاویہ فکر کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ مرض کے بارے میں اس تصور کی اصلاح ہو کہ صرف زنا ہی سے یہ بیماری پھیلتی ہے کیونکہ ایڈز صرف زنا سے نہیں پھیلتا اور نہ ہی یہ چھوتی بیماری ہے بلکہ اس کے پھیلنے کے دیگر ذرائع بھی موجود ہیں مثلاً ایڈز زدہ کے شیونگ اور اس کے آپریشن کے لئے استعمال ہونے والے اوزار سے بھی یہ مرض لاحق ہو سکتا ہے۔

مریض کے بارے میں اس مثبت فکر کی ضرورت ہے کہ ہمارے دین میں مریض کے ساتھ شفقت و ہمدردی اور عیادت کی تعلیم دی گئی ہے، چونکہ یہ بیماری چھوتی نہیں ہے اس لئے کسی ایڈز زدہ کی عیادت، اس کے ساتھ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور مصافحہ یا معانقہ سے منہ نہیں موڑنا چاہیے۔ اسی طرح ایڈز کے مریضوں سے نفرت یا حقارت آمیز سلوک روا نہیں رکھنا چاہیے، حضرت ماعز بن مالک اسلمیؓ کے واقعہ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجرم سے نفرت روا رکھنا اسلامی مزاج نہیں، چہ جائیکہ ملزم سے نفرت کا اظہار کیا جائے[35]۔

خود ایڈز کے مریضوں کے زاویہ فکر کی اصلاح کی بھی ضرورت ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایڈز کے بارے میں بات کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے جس کی وجہ سے بہت سے مریض ایسے ہیں جو کہ اس مرض کا علم ہو جانے کے باوجود کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کرتے اور بالآخر موت کا شکار بن جاتے ہیں۔ معاشرے میں عوامی سطح پر منبر و محراب کی اہمیت کے پیش نظر ایڈز کے متعلق آگہی مہم میں اس پلیٹ فارم کو استعمال کرنا بھی خوش گوار نتائج لا سکتا ہے۔

خلاصہ بحث:

ایڈز موجودہ دور میں ایک لاعلاج بیماری کے طور پر جانی جاتی ہے۔ میڈیکل سائنس میں اس وقت تک اس کا علاج دریافت نہیں ہوا۔ یہ بیماری ہر سال لاکھوں افراد کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا باعث بن رہی ہے۔ طبی ماہرین اس سے بچاؤ کا صرف ایک ہی ذریعہ بتاتے ہیں جس کو معالجہ بطور حفظ ماتقدم یا "**Preventive Treatment**" کہاجاتاہے۔ یہ علاج کا وہ طریقہ کار ہے جس میں بیماری کے آنے سے قبل ایسے اقدامات کئے جاتے ہیں جن سے بیماری کے لاحق ہونے کے خطرات کو ختم یا کم کیا جاتا ہے۔ عربی ادب میں اس کے لئے "الطب الوقائی" کی اصطلاح رائج ہے۔ اسلامی تعلیمات کے فلسفہ معالجہ بطور حفظِ ماتقدم میں کئی ایسے امور موجود ہیں کہ جن سے موجودہ دور کی موذی بیماری "ایڈز" کے متعلق روشن ہدایات ملتی ہیں۔

ایڈز کے بارے میں معالجہ حفظ ماتقدم امور کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے بھرپور رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ ان امور میں اختلاط مردوزن میں اسلامی احکامات کی رعایت، معاون نصاب یا رہنمائی، دینی مدارس کے عمومی ماحول کے اچھے خوش گوار تعاملات (Practices) کو معاصر تعلیمی اداروں میں متعارف کرانے پر غور، بیرون ممالک طویل عرصے تک قیام کرنے والے افراد کے مسائل پر سنجیدہ گفتگو، شادی سے پہلے ایڈز ٹیسٹ کو قانونی شکل دے کر نکاح فارم کا باقاعدہ حصہ بنانا، شادی بیاہ کے متعلق موثر قانون سازی اور معاشرے میں ایڈز کے بارے میں مؤثر آگہی مہم اور اس میں مذہبی پلیٹ فارم (ممبر و محراب) کی شمولیت کی منصوبہ بندی جیسے امور معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔

حوالہ جات:

[1] "AIDS."Encyclopedia Britannica.Encyclopedia Britannica Ultimate Reference Suite, Chicago: Encyclopedia Britannica, 2014.Retrieved on January 15, 2017.

[2] ایضا

[3] http://www.worldbank.org/en/news/feature/2012/07/10/hiv-aids-pakistan. Retrieved on January 15, 2017.

[4] http://www.nawaiwaqt.com.pk/national/17-Mar-2017/578260

[5] ۔ الأعراف، آیت:31

[6]ـ المعجم الأوسط، ج: 4،ص 239، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي،أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ)،طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، دار الحرمين - القاهرة ؛ جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزَّوائِد، ج:3، ص:253، محمد بن محمد بن سليمان بن الفاسي بن طاهر السوسي الردواني المغربي المالكي (المتوفى: 1094هـ)، مكتبة ابن كثير، الكويت - دار ابن حزم، بيروت الطبعة: الأولى، 1418 هـ - 1998 م

[7]ـ البقرة، آیت:222

[8]ـ صحيح مسلم ، ج:1 ، ص: 203، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ،كتاب النكاح ،المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

[9]ـ المدثر، آیت:4-5

[10]ـ سنن أبي داود، ج:4، ص:349، المؤلف:أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني (المتوفى: 275هـ)، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت

[11]ـ سنن الترمذي،ج:5، ص:111،محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، الترمذي،أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر

[12]ـ الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه (صحيح البخاري)، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري،أبو عبد الله (المتوفى : 256هـ)، ج:7،ص:179، ، ح:5326، كتاب الطب، بَاب الدَّوَاءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ ، ، دار الشعب – القاهرة،1987م

[13]ـ مسند ابن أبي شيبة، ج: 1، ص:115أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (المتوفى: 235هـ)،دار الوطن - الرياض1997م

[14]،صحيح البخاري،ج: 7، ص:126،م

[15]ـ سورہ المائدہ، آیت:3

[16]ـ إعلام الموقعين عن رب العالمين، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751هـ)،ج: 1،ص:57، فصل في منع ما يؤدي الى الحرام،دار الكتب العلمية ،بيروت،1991ء

[17]فتح القدير، 3، 401، كِتَابُ النِّكَاحِ، [بَابُ نِكَاحِ الرَّقِيقِ]المؤلف: كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ)،الناشر: دار الفكر؛حكم إسقاط الجنين قبل الأربعين لئلا يتوالى الحمل - islamqa.info۔

[18]فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى، 21، 450، الكفارات،المؤلف: اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب:أحمد بن عبد الرزاق الدويش

[19]موطأ الإمام مالك،2، 460 ، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُلُولِ، المؤلف: مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى: 179هـ)،تصحيح و تخريج: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، عام النشر: 1406 هـ - 1985 م

[20]AIDS."Encyclopædia Britannica. Encyclopædia Britannica Ultimate Reference Suite. Chicago: Encyclopædia Britannica, 2014.Retrieved on January 15, 2017.

[21]https://www.cdc.gov/hiv/statistics/overview/ataglance.htmlretrieved on Jan15,2017

[22]سنن ابن ماجه، 2، 1332، كتاب الفتن، باب العقوبات، المؤلف: ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، (المتوفى: 273هـ)، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي

[23]**http://www.pakistanintheworld.com. (Accessed on 29-10-2017)**

[24]https://tribune.com.pk/story/609338/first-sexual-health-curriculum-launched-in-pakistan/retrieved on Jan15,2017

[25]http://www.pakistanintheworld.com/content/ retrieved on Jan15, 2017

[26]ایضاً

[27]مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: صحیح مسلم ،کتاب النکاح ، باب نکاح المتعۃ

[28]پیغام عمان کی مکمل تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:http://ammanmessage.comretrieved on Apr 29,2017

[29]https://en.wikipedia.org/wiki/Misyar_marriageretrieved on Apr 29,2018

[30]الفتاوی الکبری لابن تیمیة، 3، 100، كِتَابُ النِّكَاحِ، مَسْأَلَةٌ النِّكَاحِ الْمُؤَقَّتِ،المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728هـ)، الناشر: دار الكتب العلمية،الطبعة: الأولى، 1408هـ - 1987م

[31]ایضاً

[32]http://www.nawaiwaqt.com.pk/islamabad/09-Mar-2017/575409

[33]http://www.dawnnews.tv/news/1053264 retrieved on Jan15,2017

[34]بل کا متن اور اس کی دیگر تفصیلات خیبر پختون خواہ اسمبلی کی آفیشل ویب سائیٹ پر موجود ہیں:http://www.pakp.gov.pk/2013/acts

اسی طرح کا ایک بل The Khyber Pakhtunkhwa Dowry, Bridal Gift and Marriage Functions Restriction Bill,2017 بھی اسی ویب سائٹ پر دیکھا جاسکتا ہے

[35]سنن أبي داود، 4، 145،حدیث نمبر 4419، كِتَاب الْحُدُودِ، بَابُ رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ